(22)

دعا کرو کہ اسلام مغربی ممالک میں جلد ترقی کرے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہوں

(فرمودہ 9 اگست 1957ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں مہدی کی علامت یہ ہوگی کہ اُس وقت سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔1 اِسی طرح قرآن کریم میں بھی اس بارہ میں بہت سے اشارے پائے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اقوام جو مسیح ناصریؑ کو ماننے والی ہیں ایک دن عیسائیت سے بیزار ہوکر اسلام کی طرف مائل ہونا شروع کر دیں گی۔ اور پھر واقعات نے بھی ان پیشگوئیوں کو ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے اسلام قبول کیا۔ الیگزنڈر رسل ویب اُس کا نام تھا اور امریکن ایمبیسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا

اور اسلام کی اشاعت کے لیے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ بعد میں وہ ہندوستان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے ملنے کی خواہش کی مگر مولویوں نے اُسے کہا کہ اگر تم مرزا صاحب سے ملے تو مسلمان تمہیں چندہ نہیں دیں گے۔ چنانچہ وہ اُن کے بہکانے کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملا۔ مگر آخر بہت مایوسی سے وہ یہاں سے واپس گیا۔ کیونکہ اُسے کہا گیا تھا کہ دوسرے مسلمان تمہاری بہت مدد کریں گے اور تمہیں اشاعتِ اسلام کے لیے بڑا چندہ دیں گے مگر دوسرے مسلمانوں نے اُس کی کوئی مدد نہ کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب اُس نے آپ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کی نصیحت کو نہ مان کر بہت دکھ اٹھایا ہے۔ آپ نے مجھے بروقت بتا دیا تھا کہ مسلمانوں کے اندر خدمتِ دین کا کوئی جوش نہیں پایا جاتا۔ مگر میں نے اسے نہ مانا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں آپ کی ملاقات سے محروم ہو گیا۔ بہرحال وہ آخر وقت تک مسلمان رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے مخلصانہ تعلقات قائم رہے۔ تو سب سے پہلا مسلمان امریکہ میں ہی ہوا تھا۔ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔

بعض یورپین ممالک میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے اور وہ بھی مغربی علاقے ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں وہاں کے بعض مبلغین سے مجھے خفگی پیدا ہوئی اور میں نے جماعت پر بھی ناراضگی کا اظہار کیا کہ تم نے ان فضول باتوں کو اپنے اندر کیوں داخل ہونے دیا ہے؟ اس پر وہاں کے ایک نوجوان نے مجھے خط لکھا کہ ہم تو بالکل جماعت کے ساتھ ہیں اور کسی قسم کے تفرقہ کو پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا میں تمہاری بات کو نہیں مانتا۔ مجھے جماعت کی طرف سے پیغام آنا چاہیے کہ وہ خلیفہ کے پیچھے ہیں۔ لڑنے والے مبلغین کے ساتھ نہیں ہیں۔ اس پر اُس نے تار کے ذریعہ مجھے جماعت کا یہ پیغام پہنچا دیا۔ میں نے اُسے پھر لکھا کہ میں تار کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ تم ان سے دستخط لے کر مجھے بھجواؤ۔ چنانچہ اُس نے دستخط لے کر بھجوا دیئے جو مجھے پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے خلیفہ کی بیعت کی ہے۔ اگر مبلّغوں میں اختلاف بھی ہو گیا ہے تو ہم اس کی پروا نہیں کرتے۔ یہ ہمت جو انہوں نے دکھائی ہے بڑی بھاری ہے۔ بے شک فتنہ منافقین کے دوران میں پاکستان کے احمدیوں نے بھی بڑی وفاداری دکھائی ہے لیکن پاکستان کے احمدیوں اور وہاں کے

احمدیوں میں فرق ہے۔ یہاں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال سے لوگ احمدی ہیں اور وہاں بعض کو احمدی ہوئے صرف ایک ایک سال ہوا ہے اور پھر وہ ہم سے بہت دور رہتے ہیں۔ مگر اب انہوں نے لکھا ہے کہ ہم آپ کے خطوط کی وجہ سے محسوس کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں جواب دیا ہے کہ بے شک فتنہ تو پیدا ہو گیا تھا مگر اُس کا صرف یہی نتیجہ نہیں نکلا کہ آپ لوگ یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ میں آپ کے قریب ہو گیا ہوں بلکہ میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ آپ لوگ میرے قریب ہو گئے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ چاہے گا تو آہستہ آہستہ وہاں کی جماعت میں ترقی ہوتی چلی جائے گی جس کے نتیجہ میں شاید سورج کا مغرب سے نکلنا امریکہ کے ذریعہ ہی پورا ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی اس کا ظہور شروع ہو جائے۔

انگلستان پر افسوس آتا ہے کہ وہاں کی جماعت نے ابھی ترقی نہیں کی۔ حالانکہ انگلستان میں زیادہ تر خدمت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ہندوستان سے گئے ہیں مگر ابھی تک انگلستان کے رہنے والوں میں سے ایسے دس بیس آدمی بھی پیدا نہیں ہوئے جو اپنی ذات میں مخلص اور اسلام کی اشاعت کرنے والے ہوں۔ امریکہ میں ایسے سینکڑوں لوگ ہیں۔ جرمنی میں بھی دس پندرہ آدمی ہیں اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک جماعت پہنچ جائے گی اور امریکہ میں تو بعید نہیں کہ تھوڑے عرصہ میں ہی لاکھ دو لاکھ تک جماعت پہنچ جائے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پہنچ جائے۔

بہرحال ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کہ اُس کی پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اُس سے دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنے فضل سے ان پیشگوئیوں کو جلد پورا فرمائے۔ یہ بھی انسان کے لیے برکت کی بات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتا رہے کہ اس کی پیشگوئیاں جلد پوری ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندہ سے بہت خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ گو اس نے میری ہی پیشگوئیوں کو مجھ سے جلد پورا کرنے کی التجا کی ہے مگر اِس سے ظاہر ہے کہ یہ دنیا میں میرے قول کو سچا ثابت کرنا چاہتا ہے اور اگر یہ مجھے سچا ثابت کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی اسے سچی اور بے عیب زندگی عطا کرنی چاہیے کیونکہ اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ اس کی رضا میری رضا میں اور اس کی خوشی میری خوشی میں ہے۔

غرض ایسے معاملات میں دعا کرنا خود دعا کرنے والے کے لیے بھی مفید ہوتا ہے۔

جو شخص یہ دعا کرتا ہے کہ یااللہ! جلد مغرب سے سورج نکل آئے! یااللہ! جلد مغربی ممالک میں اسلام پھیل جائے وہ دوسرے لفظوں میں یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات جلد پوری ہو جائے۔ اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام پورا ہو اور اس کی پیشگوئیوں کا جلد ظہور ہو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی خوشنودی بھی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے"۔ (الفضل 21 اگست 1957ء)

1: صحیح بخاری کتاب الفتن باب خروج النّار